اِنَّ الفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

The ALFAZL QADIAN

الفضل

تار کا پتہ الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

قادیان

نمبر ۹۴ مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۹ء یوم جمعہ مطابق ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ

جلد ۱۶

فی پرچہ ۱ آنہ

الفضل کے خاص نمبر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

کم از کم اشاعت دس ہزار ہو - اور زیادہ احباب سعی کریں

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو جمعہ ۲۶ اپریل کی شام سے لگاتار بخار ہے - اور نزلہ کی بھی کچھ شکایت ہے - احباب حضور کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں -

مولوی محمد یار صاحب مبلغ علاقہ سرگودھا کو کچھ عرصہ کے لئے راولپنڈی بھیجا گیا ہے -

مدرسہ احمدیہ کے سالانہ امتحانات کے نتائج نکلنے کے بعد جماعت بندی ہو رہی ہے - چوتھی جماعت کا پاس شدہ طالب علم مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخل کیا جاتا ہے - جو احباب اس دینی درسگاہ میں اپنے بچوں کو داخل کرنا چاہیں - بہت جلد بھیجدیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۶ اپریل کے خطبہ جمعہ میں جو مفصل طور پر اسی اخبار میں دوسری جگہ شائع کیا جا رہا ہے - "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کی اشاعت کے متعلق جو ارشاد فرمایا - احباب کو چاہئے - اسے بغور پڑھیں - اور اس کی تعمیل کرنے کی پوری پوری کوشش فرمائیں ؛

حضور نے فرمایا :-

"میں تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں - کہ الفضل کے خاتم النبیین نمبر کو اپنے اپنے علاقوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرنے کی کوشش کریں - تا اگر زیادہ نہیں - تو کم از کم دس ہزار ہی یہ پرچہ شائع ہو سکے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی - کہ ہمارا ریویو دس ہزار چھپا کرے - کیا ہماری جماعت میں اتنی بھی غیرت نہیں - کہ اس خواہش کو سال میں ایک پرچہ کے متعلق ہی پورا کر سکے - اور میں سمجھتا ہوں - اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو اس ایک پرچہ کے متعلق پورا کر دیں - تو ممکن ہے - خدا تعالےٰ ہماری اس قربانی کو دیکھکر ہمیں مستقل اشاعت دس ہزار کرنے کی توفیق عطا کر دے - لیکن تعجب ہے کہ ابھی تک بڑی بڑی جماعتوں نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی - مثلاً لاہور ہے میں ہزار دو ہزار پرچہ کا لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں - اگر وہ

والنٹیر بھی ایسے ہو جائیں۔ جن میں سے ہر ایک تہیہ کرے۔ کہ میں ۱۰۰ پرچے فروخت کروں گا۔ تو بھی دو ہزار پرچے بک سکتے ہیں۔ اسی طرح کلکتہ۔ مدراس۔ لکھنؤ۔ دہلی اور دوسرے ایسے شہروں میں جہاں آبادی ایک لاکھ سے زائد ہو۔ اگر کوشش کی جائے۔ تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے۔ ان مقامات پر ہماری جماعتیں اگرچہ کم ہیں۔ لیکن احباب جماعت دوسرے مسلم یا غیر مسلم دوستوں سے مدد لے سکتے ہیں۔ پس اگر کوشش کی جائے۔ تو دس ہزار پرچہ ان بڑے بڑے شہروں میں ہی فروخت ہو سکتا ہے۔ اس طرح اگر ہر جماعت اس کے لئے کوشش کرنا اپنا فرض کرے۔ تو ۳۰ ہزار پرچہ کا نکل جانا بھی بڑی بات نہیں؟"

حضور کے ان الفاظ سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خاتم النبیین نمبر کی اشاعت کے متعلق حضور کیا چاہتے ہیں۔ اس کی کم از کم اشاعت دس ہزار تو ایسا امر ہے۔ کہ جس کا پورا نہ کرنا ہماری غیرت پر سخت چوٹ ہے۔ اس سے زیادہ جس قدر بھی اشاعت ہو۔ اتنا ہی زیادہ حضور کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ اس بارے میں جلد سے جلد انتظام کر کے مطلع فرمائیں۔ کہ اپنے اپنے ہاں کس قدر پرچے فروخت کر سکیں گے اس کام کے لئے خاص آدمی مقرر کرنے چاہئیں۔ اور ہر جگہ کے لحاظ سے یہ کام کرنے والوں کی تعداد مقرر کرنی چاہیئے۔

وہ جماعتیں اور وہ اصحاب جو اس وقت تک اس پرچہ کی تعداد کے متعلق اطلاع دے چکے ہیں۔ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پڑھنے کے بعد مزید اضافہ کرنا چاہیئے۔ اور جلد لکھنا چاہیئے۔ کہ کتنے پرچے انہیں بھیجے جائیں اگر جلد اطلاع نہ دی گئی۔ تو پرچہ کی چھپائی شروع ہو جانے کے بعد پھر اس قسم کی کوئی اطلاع مفید نہ ہو سکیگی۔

الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے چند مضامین

اس وقت تک اپنی جماعت کے اہل قلم بزرگوں کے علاوہ معزز غیر احمدی اور غیر مسلم احباب کی طرف سے بھی نہایت قیمتی مضامین پہنچ چکے ہیں۔ نظمیں بھی نہایت اعلیٰ پایہ کی موصول ہو رہی ہیں۔ خواتین کے مضامین بھی بہت اعلیٰ پایہ کے آ رہے ہیں۔ اسمبلی کے ڈپٹی پریذیڈنٹ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب کا مضمون۔ **علامہ سر ڈاکٹر محمد اقبال** صاحب کے نعتیہ اشعار۔ **مولانا صفی لکھنوی** کی نظم مشہور مضمون نگار۔ **ملا رموزی** کا مضمون۔ **پروفیسر ایچ۔ سی کمار بی۔ اے** کا مضمون ابھی ابھی ملے ہیں۔ مختصر فہرست عنقریب شائع کی جائیگی۔ جس سے احباب معلوم کر سکیں گے۔ کہ کس شان کے مضامین شائع ہونگے۔ کیا اب بھی آپ اس پرچہ کی اشاعت کے لئے خاص کوشش نہ فرمائیں گے۔ اور جلد سے جلد اطلاع نہ دیں گے۔ کہ کتنے پرچے آپ کو بھیجے جائیں۔

"الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کی قیمت

"الفضل" کا خاتم النبیین نمبر مئی کے آخری ہفتہ میں انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔ مضامین کے لحاظ سے صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت فرمودہ ترتیب و عنوانات کے ماتحت مہیا و مرتب ہو رہے ہیں۔ اور اس میں ہر مذہب و ملت اور ہر مشرب و مسلک کے فضلاء نے حصہ لیا ہے۔ کاغذ چھپوائی اور لکھائی کے اعتبار سے دیدہ زیب اور دلکش بنانے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو گا۔ اور اس کا حجم ۶۴ تا ۷۲ صفحات ہوگا۔ بایں ہمہ قیمت اصل اخراجات کے برابر ہی رکھی ہے۔ کیونکہ اصل مقصود اس خاص نمبر کی اشاعت سے حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کے فضائل کا نشر ہے۔ نہ کہ حصول منافع دنیا۔

قیمت فی پرچہ ۵/- ۲۵ سے ۵۰ تک ۴/- ۲۶ سے ۱۰۰ تک ۴/- ۱۰۰ سے زائد ۲۵ فی صدی کمیشن

اس کے علاوہ محصولڈاک یا خرچہ ریلوے دفتر "الفضل" کے ذمہ ہوگا۔ یہ مزید رعایت ہے۔

تمام فرمائشات کی تعمیل نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ وی۔ پی۔ منی آرڈر و رجسٹری کی فیس بذمہ خریدار۔ کوئی پرچہ واپس نہیں لیا جائیگا۔ مستقل ایجنسیوں اور سیکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت ہائے احمدیہ کی متفقہ تحریر پر کہ قیمت بہرحال فلاں تاریخ تک ادا ہو جائے گی۔ بغیر وی۔ پی بھی پرچے بھیجے جا سکیں گے۔ ایجنسیاں فی پرچہ ۵/ کے حساب سے فروخت کریگی۔

خاتم النبیین نمبر اور احباب کرام

ذیل میں خاتم النبیین نمبر کے خریداروں کی تیسری قسط درج کی جاتی ہے۔ بہت سے نام ابھی باقی ہیں۔ جو اگلے پرچہ میں شائع کئے جائیں گے۔ الحمد للہ احباب نے سرگرمی کے ساتھ کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن بات جب ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء مبارک کو پورا کرنے کے لئے یہ پرچہ کم از کم پندرہ ہزار شائع ہو۔ احباب اگر ہمت کریں۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

محمد فضل صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی	۵۰ پرچہ
ملک معراج الدین صاحب بغداد۔	۸۵
چوہدری علی اکبر صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس	۴۰
محمد عبداللہ صاحب فارم بوڑیالہ۔	۳۰
شیخ محمد اسمٰعیل صاحب منیجر عالی بکڈپو پانی پت۔	۱۵
محمد علی صاحب کلیانپور ضلع لائل پور۔	۱۰
محمد اقبال حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ڈی بی ہائی سکول نورمحل۔	۱۰
جناب مولوی عبدالماجد صاحب امیر جماعت احمدیہ بھاگلپور	۱۰
مستری عبدالعزیز صاحب معمار ہردووال۔	۸
غلام نبی صاحب احمدی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس مقام دوہیں۔	۶
کریم اللہ صاحب پٹواری پائل ریاست پٹیالہ۔	۵
شیخ غلام رسول صاحب دکاندار گھٹیالیاں براستہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔	۴

درس قرآن کے متعلق اعلان

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت گذشتہ درس ماہ اگست کے بعد سے متواتر ناساز چلی آ رہی ہے۔ اس لئے ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت حضور نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ امسال درس قرآن کریم نہیں دیا جائیگا۔ احباب مطلع رہیں۔ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری قادیان

مقطعات قرآن کی فلاسفی

قرآن کریم کے تمام حروف مقطعات کی حقیقت کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ یہ رسالہ قابل دید ہے۔ ایک معزز دوست نے قرآن مجید کے حقائق و معارف کی اشاعت کے جذبہ سے متاثر ہو کر اس کی پچاس کاپیاں خرید کر مفت تقسیم فرمائی ہیں۔ انہیں سے تیس قابل تقسیم ہیں۔ جو احباب خرید کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر دفتر تحریک قادیان سے منگوالیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

ہندو عورتوں کی مسلمان مردوں سے شادیاں

اوائل مارچ سنہ ۲۹ء میں تعلیم یافتہ ہندو عورتوں کی طرف سے کلکتہ میں جو سوشل کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں کئی ایک ہندو لیڈروں کی مخالفت کے باوجود کثرت رائے سے عورتوں نے یہ فیصلہ کیا تھا:۔

"ہندو عورتوں کی مسلمان مردوں کے ساتھ شادی ہونی چاہئے" اور اسے "اپنا جائز حق" قرار دیتے ہوئے مسز چٹو پادھیا نے جن کی طرف سے یہ تحریک پیش تھی۔ کہا:۔

"تمدن کا باہم دگر کوئی تصادم نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو۔ تو بھی میں کہونگی۔ کہ ہمیں ہمارے حقوق ملنے چاہئیں۔ خواہ نتیجہ کچھ ہو"۔

مسز چٹو پادھیا کا یہ دعوے کہ "تمدن کا باہم دگر کوئی تصادم نہیں ہو سکتا" چونکہ صحیح تاریخی واقعات پر مبنی ہے۔ اور مسلمانوں نے اس زمانہ میں جب اکناف عالم میں ان کی شوکت و جبروت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ ہندو عورتوں سے شادیاں کر کے جس مذہبی آزادی اور رواداری کا ثبوت پیش کیا۔ ان کے ساتھ جس حسن سلوک سے پیش آئے۔ اور انہیں جس عزت و احترام اور آرام و آسائش کے ساتھ اپنے گھروں میں رکھا۔ وہ مسز چٹو پادھیا کے دعوے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ اس لئے ہندو راہنماؤں کو واقعی تمدنی تصادم کے نام نہاد خطرہ سے اس مفید اور بقول مسز چٹو پادھیا "قومی اتحاد کے بڑھانے والی" تحریک کے راستہ میں روکاوٹیں نہیں پیدا کرنی چاہئیں۔ بلکہ اسے جسقدر جلد ممکن ہو۔ عملی صورت دینے کی پرزور کوشش میں حصہ لینا چاہئے۔ تجربہ بتاتا ہے۔ کہ اس قسم کی شادیاں باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے میں بہت ممد ہوتی ہیں۔ اور چونکہ اس طرح مفاد اور آرام و آرائش باہم دگر پیوستہ و مشترکہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ایک جماعت فطرتاً دوسری کی ہمدردی اور بہی خواہی پر مجبور ہو جاتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ مسلمانوں کے زمانۂ اقتدار میں وہی ہندو اور راجپوت رؤسا جو ہمیشہ اسلامی فرمانرواؤں کے خلاف خروج کرتے۔ اور ملک میں بدامنی اور فتنہ و فساد پیدا کر کے ملک کے اندر بے چینی پیدا کرنے کا موجب ہوتے تھے۔ جب ان کی لڑکیاں یا دوسری رشتہ دار عورتوں کو شاہان اسلام نے از راہ مراحم خسروانہ اپنے رشتۂ مناکحت میں منسلک کرنا شروع کیا۔ تو وہی سلطنت کے نہائت جاں نثار اور بڑے درجہ کے بہی خواہ بن گئے۔ اور سلطنت کو اندرونی و بیرونی فتن سے محفوظ رکھنے اور ہر قسم کے خطرات سے بچانے کے لئے اپنی جانوں پر کھیل جانا بھی ایک ادنیٰ ترین فرض سمجھنے لگے۔ اور وہی لوگ جو باغی قرار پا کر آئے دن مستوجب تعزیر ہوتے رہتے تھے۔ شاہان اسلام کی خاص الخاص عنایات اور نوازشوں اور مہربانیوں کے مورد بن گئے۔ اور نہ صرف خود عزت و احترام اور فارغ البالی و خوش حالی کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گئے۔ بلکہ آجتک ان کی اولادیں فرمانروایان اسلام کی بخششوں کے صدقہ نہائت آسائش میں ہیں۔ یہ امر اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بین الملی شادیاں اتحاد و اتفاق کے لئے نہائت مفید اور کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ اس سے ظاہرا طور پر اتحاد ہو جاتا ہے۔ بلکہ دلی ہمدردی اور خیرخواہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ملک کی ترقی اور بہبودی کے لئے اس سے بہت کچھ امداد حاصل ہو سکتی ہے:۔

ہندوستان کی موجودہ حالت اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ ملک کی فلاح کے لئے نہائت دیانتداری سے ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جو یہاں بسنے والی دو ہمسایہ اقوام کو نہ صرف ظاہراً متصل کر دیں۔ بلکہ ان کے دلوں کو حقیقی طور پر ایک دوسرے سے مربوط اور جذبات ہمدردی سے معمور کر دیں۔ اور واقعات گذشتہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بین الملی شادیاں اس مقصد کے حاصل کرنے میں نہائت کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔

مسلمان اس تحریک کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور جہاں تک ممکن ہے۔ اس میں عملی حصہ لینے کے لئے بدل و جان تیار و آمادہ ہیں:۔

یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ مذہب اسلام ایک مسلمہ کو کسی غیر مسلم سے شادی کی اجازت نہیں دیتا۔ جس کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ جو حقوق ایک مسلمہ عورت کو اسلام نے دئے ہیں۔ وہ دوسرے کسی مذہب کا متبع اپنے مذہب کے لحاظ سے دے نہیں سکتا۔ اور اس طرح پر اس کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ تو اس میں اسی طرح شامل ہو سکتے ہیں۔ کہ جو ہندو مستورات مسلمانوں سے شادی کرنے پر رضامند ہوں۔ انہیں اپنے حلقۂ زوجیت میں داخل کریں۔ اور اس کے لئے اگر انہیں کچھ قربانی بھی کرنی پڑے۔ تو اس سے قطعاً دریغ نہ کریں۔ کہ یہ ایک اتحاد اور اتفاق کا ذریعہ ہونے کے باعث خدمت ملکی کے مترادف ہے۔ ہاں ہندو قوم چونکہ اس بارہ میں آزاد ہے۔ جیسا کہ ۹ مارچ سنہ ۲۹ء کو "شردھانند نگری" میں جو "ذات پات سمیلن" ہوا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے مشہور آریہ سماجی لیڈر مہاشہ کرشن بی اے نے صاف طور پر کہا:۔

"شاستر صاف بتاتا ہے۔ کہ بواہ گن کرم سوبھاؤ انوسار ہونا چاہئے۔ ایک کنیا ایک نوجوان سے بواہ کرنا چاہتی ہے۔ تو ہمارا کیا حق ہے۔ کہ اسے روکیں۔ آریہ سماج جو مسلمانوں کو ویدک دھرمی بنانا چاہتا ہے۔ وہ اسہیوگ سے ویدک دھرمی نہیں بنیں گے۔ اس لئے پر سپر بواہ پر پابندی نہ لگائی جائے"۔
(پرتاپ ۱۲ اپریل سنہ ۲۹ء)

اس لئے انہیں فوراً اس تحریک کو عملی صورت دینے کے لئے سرگرم عمل ہو جانا چاہئے۔ کہ اس سے ملک کے اندر محبت اور یگانگت کی لہر پیدا ہونے کے علاوہ مہاشہ کرشن اور دوسرے ہندو لیڈران کے اس دعوے کی بھی تصدیق ہو جائے گی۔ کہ "شاستر صاف بتاتا ہے۔ کہ بواہ گن کرم سوبھاؤ انوسار ہونا چاہئے"۔ ہاں ہم اس کے متعلق اتنا ضرور عرض کرینگے۔ کہ اس نہائت مفید تحریک کی بنیاد "مسلمانوں کو ویدک دھرمی بنانا" جیسے خیالات پر نہ رکھی جائے۔ بلکہ اصل مقصد اتحاد و اتفاق پیدا کرنا ہو۔ جو ایک نہائت ہی اعلےٰ و ارفع قابل قدر اور پاک جذبہ ہے۔ ذات پات سمیلن میں آچاریہ رام دیو نے اس تحریک کی مخالفت میں ایک ریزولیوشن پیش کر کے اپنی مذہبی تعلیم سے بیگانگی کا ثبوت دیا۔ معلوم نہیں۔ جب "شاستر صاف بتاتا ہے۔ کہ بواہ گن کرم سوبھاؤ انوسار ہونا چاہئے" تو آچاریہ جی کا یہ کہنا کہ "ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں میں پرسپر بواہ ہانی کارک ہے" کہانتک صحیح ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ آچاریہ جی نے اس نہائت ہی مفید اور شاستر انوسار تحریک کی مخالفت کسی معقول دلیل کی بنا پر نہیں کی۔ بلکہ صرف یہی کہا:۔

"مسلمان ہندوؤں کی سنتان ہوتے ہوئے ہندو بزرگوں کی عزت کرنے کو تیار نہیں۔ وہ رستم و اسفندیار کی عزت کرینگے۔ لیکن ارجن و بھیشم کے نام سے چیخ اٹھیں گے"۔

یہ الفاظ آچاریہ جی کی خوش فہمی اور اس تعصب و عناد کا نتیجہ ہیں۔ جو بعض دشمنان وطن نے ہندو قوم کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف بھر دیا ہے۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ ان کا یہ خیال غلط اور سراسر غلط ہے۔ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم کی اتباع کرتے ہوئے ہر اس فرد کی مناسب عزت و توقیر کرنے پر مجبور ہے جس نے خواہ کسی زمانہ۔ کسی ملک۔ اور کسی محدود سے محدود طبقہ میں بنی نوع انسان کی ادنےٰ سے ادنےٰ خدمت بھی سرانجام دی ہو۔ مسلمان ہندوؤں کے تمام بزرگوں کی عزت و حرمت اور تکریم کا اعتراف کرنے پر مذہباً مجبور ہیں۔ اس لئے وہ ایک غلط اور خلاف واقعہ واہمہ کی بنا پر خواہ مخواہ اس تحریک کے راستہ میں روڑے نہ اٹکائیں۔ بلکہ اسے انجام تک پہونچانے میں سرگرمی دکھا کر خدام وطن کی فہرست میں اپنا نام لکھائیں:۔

آریہ سماجی ویدک دھرم میں عورت کی آزادی اور حقوق کے بہت دعوے کرنے کے عادی ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مسلمان مردوں سے شادی کی اجازت جسے ہندو عورتیں اپنا جائز حق قرار دے چکی ہیں۔ انہیں دیتے ہیں۔ یا نہیں:۔

"پوجیہ پاد" کی سرگرمیاں

پنڈت مدن موہن مالویہ نے ہندوستان کو ۱۹۳۰ء سے قبل سوراج دلانے کا اعلان کرکے اپنے آپ کو ایک نہایت سرگرم سیاسی لیڈر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور مالوی جی کے اس اعلان کو ہندو پرست مسلمانوں نے وحی آسمانی سمجھ کر وہ تمام کوششیں جو مسلم قوم کی فلاح و بہبود سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس خیال سے ترک کر دی ہیں۔ کہ حصول سوراج میں کوئی وجہ توقف نہ پیدا ہو جائے۔ لیکن خود مالوی جی کن مشاغل میں مصروف ہیں۔ آریہ اخبار تیج (۲۵ اپریل) لکھتا ہے:۔

"شری پنڈت مدن موہن مالوی آج کل بنارس میں تقریریں فرما رہے ہیں۔ جن میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر ایک لاکھ ودوان ہندوستان میں پراچین ویدک دھرم کے پرچار میں لگ جائیں۔ تو موجودہ مذہبی تنزل جلد رفع ہو سکتا ہے"

ہندوستان میں "پراچین ویدک دھرم کے پرچار" کے لئے پنڈت مالوی کا اپنی قوم سے "ایک لاکھ ودوان" کا مطالبہ مسلمانوں کے لئے اس خطرۂ عظیم کو ظاہر کرتا ہے۔ جس سے مسلمانوں کو بصورت موجودہ جمود دوچار ہونا پڑے گا۔ ضرورت ہے۔ ہندوؤں کی ان سرگرمیوں کے مقابلہ میں وہ بھی اپنی حفاظت کے انتظام کی طرف متوجہ ہوں ؏

عیسائیت اور ہندوستان کا امن

ہندو دھرم کی اشاعت کے لئے ہندو لیڈروں کی خواہشات اور ارادوں کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ لیکن عیسائی جو اپنی زندگی کے ہر سانس میں عملاً اپنے مذہب کی مخالفت کرتے ہیں۔ نشر عیسائیت میں کسی سے پیچھے نہیں۔ اور ان کے سیاسی آدمی بھی تمام دنیا کو صلیب کے جھنڈے تلے لانے کی خواہش اپنے دل میں کسی بڑے سے بڑے مذہبی راہنما سے کم نہیں رکھتے۔ چنانچہ لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہندوستان میں آنے والے ایک مسیحی مشن کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ مسٹن نے کہا

"ایک دیرینہ ماہر نظم ونسق ہونے کی حیثیت سے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں آج جو مسائل درپیش ہیں۔ ان کا حل صرف عیسائیت ہے"

تمام یورپ عیسائی ہے لیکن جس امن اور چین سے وہ زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں لارڈ مسٹن کا یہ دعوٰے نہایت ہی حیرت انگیز ہے لیکن قطع نظر اس سے کہ عیسائیت ہندوستان میں قیام امن کا موجب ہو سکتی ہے یا نہیں۔ عیسائی مدبرین کی تبلیغ عیسائیت کی خواہش اور کوشش مسلمانوں کے لئے سبق آموز ہے ؏

اصل بات یہ ہے۔ کہ تمام اقوام عالم آج یہ سمجھ چکی ہے۔ کہ دنیا میں طاقت اور قوت کے لئے اپنی تعداد میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔ کاش مسلمان بھی اس راز کو سمجھیں۔ اور اس طرف متوجہ ہو کر سیاسی

اشارات

شریف انسان تو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ غیر مہذب اور غیر شریفانہ کلام سے دوسرے کو کس قدر رنج اور تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن وہ شخص جس کا کام ہی شریفوں کے منہ آنا اور ہر ایک کی عزت پر حملہ کرنا ہو۔ اسے اس وقت تک اپنی ان شرمناک حرکات کا احساس نہیں ہو سکتا جب تک اس کے سامنے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والا کوئی کھڑا نہ ہو جائے

اخبار "زمیندار" کی ساری زندگی۔ شر انگیزی۔ فتنہ بازی۔ کمینہ سے کمینہ الزام تراشی، اور شرفاء کے متعلق افتراپردازی کے سیاہ دھبوں سے داغدار ہے۔ اور ہر وہ شریف انسان جسے "زمیندار" کا کوئی پرچہ دیکھنے کا کبھی اتفاق ہوا۔ اعتراف کرے گا۔ کہ تہذیب و شرافت کی مٹی جس طرح اس اخبار میں پلید کی جاتی ہے۔ اس کی مثال شاید ہی کہیں اور ملے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ جب بھی اسے کوئی ترکی بہ ترکی سنانے اور اس کا منہ توڑنے کے لئے کھڑا ہوا۔ جب ہی "زمیندار" جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ اور بعض حالتوں میں تو اس نے ہاتھ جوڑنے اور ناک رگڑنے سے بھی دریغ نہ کیا ؏

دوسرے شرفاء پر کمینہ حملے اور ناپاک الزام لگانے کے ساتھ ہی "زمیندار" ایک عرصہ سے سید حبیب صاحب مالک اخبار "سیاست" کے خلاف بھی اپنی فطرتی غلاظت کے چھینٹے اڑاتا رہا۔ جن سے وہ ایک شریف انسان کی طرح دامن بچاتے رہے۔ لیکن آخر کب تک۔ ان کے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ انہیں بھی لکھنا آتا ہے۔ مجبوراً "زمیندار" کا منہ بند کرنے کے لئے انہیں لکھنا پڑا۔ لیکن خوشی خوشی دوسروں کی پگڑیاں اتارنے والا۔ شریفوں پر شرمناک الزام لگانے والا "زمیندار" ان کی چند ضربیں بھی برداشت نہ کر سکا۔ اور جھٹ چلا اٹھا "یہ صحافت ہے یا کھلا ہوا شہدپن"

مندرجہ بالا الفاظ عنوان میں لکھکر "زمیندار" (۱۳ اپریل) نے جو افتتاحیہ شائع کیا ہے۔ اس میں اپنے رنج وغم کی شرح بالفاظ ذیل کی ہے

"کوئی دن نہیں جاتا۔ کہ حبیب صاحب ان لوگوں پر جنہیں بدقسمتی سے ان کے ساتھ سیاسی، مذہبی یا مجلسی اختلاف ہو۔ ایسی فحش گالیوں۔ ایسی حیا سوز پھبتیوں ایسے کمینہ افتراؤں کا جھاڑ نہ باندھیں۔ جن سے انسانیت لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔ اور شرافت مارے شرم کے اپنا منہ چھپا لیتی ہے۔ تمام احرار پنجاب کو نام لے لے کر مغلظات سنانا۔ ان صاحب کا محبوب ترین شغل ہے۔ شرفاء کی خموشی جو ان کی ہزلیات کا جواب انہیں کی بازاری زبان میں دینا اپنی فطرت کی توہین سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی کامیابی پر محمول کرکے روز بروز زیادہ منہ پھٹ ہوتے جاتے ہیں۔ اور ان کا وجود سوسائٹی کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ ان تو لوں کے تجربے پر جنہوں نے ان کا ضمیر خرید رکھا ہے۔ وہ شریفوں کی پگڑیاں اچھالنے لوگوں کی بہو بیٹیوں کے ناموس پر حملے کرنے اور بیگناہ انسانوں پر ناپاک سے ناپاک بہتان باندھنے میں لمحہ بلمحہ زیادہ بے باک ہوتے جاتے ہیں"

ایک طرف "زمیندار" کا "سیاست" کے مقابلہ میں یہ رونا دھونا۔ اور دوسری طرف اور تو اور اسی پرچہ میں ہمارے متعلق ایسی "حیا سوز پھبتیوں ایسے کمینے افتراؤں کا جھاڑ باندھنا جن سے انسانیت لرزہ براندام ہو جاتی ہے اور شرافت مارے شرم کے اپنا منہ چھپا لیتی ہے" "کھلا ہوا شہدپن" نہیں، تو اور کیا ہے۔ کیا اس کی وجہ یہی نہیں۔ کہ ہماری خموشی کو جو زمیندار کی "ہزلیات کا جواب اسی کی بازاری زبان میں دینا اپنی فطرت کی توہین سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی کامیابی پر محمول کرکے روز بروز زیادہ منہ پھٹ ہوتا جاتا ہے"۔ اگر ہم بھی "سیاست" کی طرح اس کا گھر پورا کر دیں۔ تو ہمارے ناموس پہ حملے کرنے اور بے گناہ انسانوں پر ناپاک سے ناپاک بہتان باندھنے کی بھی اسے جرأت نہ ہو ؏

درحقیقت "زمیندار" کا منہ بند کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ ڈنڈا یا لقمہ۔ اور جو لوگ ایک یا دوسرے طریق پر عمل کرتے ہیں۔ وہی اس کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ڈنڈے کا استعمال معاصر "سیاست" نے کرکے نہ صرف "زمیندار" کی کچلیاں توڑ دیں۔ بلکہ اسے زمین میں لوٹنے کے لئے مجبور کر دیا۔ لقمہ کا اثر اس نوٹ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو ۱۸۔ اپریل کے پرچہ میں "فوج اور سوا لاکھ" کے عنوان سے شائع کیا گیا۔

"زمیندار" نے سکھ آل پارٹیز کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے کہیں لکھدیا

"ایسی کانفرنس کو آل پارٹیز کانفرنس کہنا ایسا ہی ہے۔ جیسا ایک خالصہ کو فوج یا سوا لاکھ سے تعبیر کرنا"

اس پر ایک سکھ نے بالفاظ زمیندار "اپنے ایک عنایت نامہ میں" قدرتاً لکھا۔ "سکھوں میں لفظ فوج اور سوا لاکھ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے"۔ یہ الفاظ ایسے مؤثر ثابت ہوئے۔ کہ "زمیندار" نے فوراً لکھدیا۔

"اگر سردار امر سنگھ صاحب یا کوئی دوسرے سکھ بھائی یہ سمجھتے ہوں۔ کہ ہمارے ان الفاظ سے ان کے مذہبی جذبات کے آبگینہ کو ٹھیس لگی ہے۔ تو ہمیں معذرت کرنے یا بہ الفاظ سردار امر سنگھ ان الفاظ کو واپس لینے میں مطلق تامل نہیں"

کیا یہ حیرت کی بات نہیں۔ کہ یہ الفاظ وہ اخبار لکھ رہا ہے۔ جو معزز سے معزز مسلمان لیڈروں اور مذہبی پیشواؤں کے خلاف بدزبانی اور بیہودگی اپنا دل پسند مشغلہ سمجھتا ہے۔ مگر سکھوں کے مذہبی جذبات کے آبگینہ کو معمولی سی ٹھیس لگنے کے خیال سے ہی ناک رگڑنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ سارا کرشمہ لقمہ تر کا ہے۔ ورنہ اگر یہ تقاضائے شرافت ہو۔ تو یہ شرافت ایسی جگہ کیوں ظاہر نہ ہو۔ جہاں کچھ حاصل ہونے کی توقع نظر نہ آئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

بجٹ کو پورا کرنے۔ ۲ جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے

اور

الفضل کے خاتم النبیین نمبر کی توسیع اشاعت کیلئے پوری کوشش کیجائے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج میرا منشاء ایک اور مضمون کے متعلق بیان کرنے کا تھا۔ لیکن بعض دوستوں نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ مالی سال چونکہ ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے میں

بجٹ پورا کرنے

کے متعلق جماعت کو ہدائت کردوں۔ ان دوستوں نے یہ بھی خواہش کی ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ مالی سال اپریل کے آخر میں ختم کردیا جائے۔ اسے مئی کے کچھ دنوں تک جاری رکھا جائے باوجود اس کے کہ ایسی خواہش کرنے والوں میں سے بعض مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں۔ شائد انہیں یاد نہیں رہا۔ کہ تجربہ کار اور واقف کار اصحاب کے مشورہ کی بناء پر یہ فیصلہ ہوچکا ہے۔ کہ مالی سال اسی دن ختم ہوجانا چاہئے۔ جس دن اسے دراصل ہونا ہے۔ اگلے سال کے کچھ دن اس میں داخل کرنا اصولی طور پر ناقص ہے۔ اور اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ پس جس امر کے متعلق ان لوگوں کے مشورہ کے بعد جو محکمہ مال اور بنکوں کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے مختلف مالی صیغوں میں کام کرتے ہیں۔ فیصلہ ہوچکا ہے۔ اس کو محض اس لئے کہ لوگوں کے دلوں میں بجٹ کے پورا کرنے کی مزید خواہش پیدا ہو۔ اور وہ زیادہ کوشش کریں۔ میں

رد نہیں کرسکتا

بجٹ کا سال ۳۰ اپریل کو پورا ہوگا۔ اور یکم مئی سے جو رقوم آئینگی وہ نئے سال میں محسوب ہونگی۔ لیکن میں اس کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کہ اگر ہمارے دوست بقائے اپریل میں ادا نہیں کرینگے۔ اور مئی کے کچھ دن لینے ان کے لئے ضروری ہوں۔ تو سال ختم کرنے سے کون سی روک ان کے راستہ میں حائل ہوجائیگی کہ مئی کے ابتدائی ایام میں وہ اپنے بقائے پورے نہ کرسکیں۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے یکم مئی سے ۳۰ اپریل تک کا بل نہیں پیش ہوگا۔ ہم اللہ تعالےٰ کے لئے ہی کام کرتے ہیں۔ کسی پر زبردستی نہیں کرسکتے۔ جو شخص دین کے کام میں حصہ لیتا ہے۔ وہ اسی خیال سے لیتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوجائے اور وفات کے بعد وہ ایسے راستہ پر چل سکے جو اسے

خدا تعالےٰ کے قریب

کردے۔ یہ خواہش اور تڑپ ہے۔ جو دین کے لئے قربانی پر مجبور کرسکتی ہے۔ اسے نکالدو۔ تو نہ ہمارے پاس کوئی حکومت ہے نہ طاقت اور نہ رعب جس سے ہم کسی سے کچھ لے سکیں۔ گورنمنٹ توپوں۔ بندوقوں۔ فوجوں۔ قوانین اور جیل خانوں کے ذریعہ ٹیکس وصول کرتی ہے۔ لیکن۔ ہمارے پاس دباؤ کے یہ سامان نہیں مگر کوئی شخص ہماری آواز کو سنتا ہے۔ اور سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو وہ درحقیقت اسی حالت میں سنتا ہے۔ کہ جب اسکے

اپنے دل سے بھی ایسی ہی آواز

اٹھ رہی ہوتی ہے۔ اگر اس کے اپنے دل سے ایسی آواز نہیں اٹھتی تو ہمارا کہنا اس پر کچھ اثر نہیں کرسکتا۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ ہم دنیا میں کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اور مومن کا تو کوئی بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ لیکن بعض کمزور ایمان والوں کا دنیا میں ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ جو طاقت کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے۔ اس کے نزدیک دنیا کا تمام کارخانہ اسی شخص کے گرد چکر لگاتا ہے۔ جو کسی کا کچھ کرسکے۔ یعنی بگاڑ سکے۔ پس ایسے لوگوں پر جو طاقت اور قوت کو ہی مانتے ہیں ہماری آواز کچھ اثر نہیں رکھتی۔ ہم تجویز کرتے ہیں۔ کہ ہم کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے لیکن جو لوگ

خدا تعالیٰ پر یقین

رکھتے ہیں۔ اور جن کے سارے کام اسی کو راضی کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے نہ اپریل کچھ ہستی رکھتا ہے نہ مئی۔ ان کے لئے سب کچھ خدا ہی ہے۔ اور وہ اسی کی پرواہ کرتے ہیں۔ جذبات سے تعلق رکھنے والے یعنی Sentimental لوگوں کے جذبات کا خیال رکھنا ایک حد تک بے شک ضروری ہوتا ہے دس دن اور زیادہ کردیئے جائیں۔ تو ممکن ہے۔ ایسے لوگ اور زیادہ کوشش کریں۔ اور ایسا کرنا مالی لحاظ سے بے شک فائدہ مند ہوسکتا ہے۔ لیکن اخلاقی لحاظ سے اس سے نقصان ہوگا۔ کیونکہ اس سے ایک اپنا ہی بنایا ہوا قانون توڑنا پڑیگا۔ اور جس قوم میں قانون کا احترام نہ رہے۔ وہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے قانون تو توڑا نہیں جاسکتا لیکن

مخلص کے لئے

رستہ کھلا ہے۔ جس نے خدا کے لئے دینا ہے۔ اس کے لئے اپریل اور مئی مساوی ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ اس کا نام ان لوگوں کی فہرست میں شائع ہوجائے۔ جنہوں نے بجٹ وقت پر پورا کردیا ہے۔ یا اخبار میں اس کا نام شائع ہوجائے۔ اور اس خیال سے کسی مزید مہلت کا خواہاں ہے۔ تو میں کہونگا۔ اس نے

بہت گھاٹے والا سودا

کیا۔ کیونکہ اس نے لوگوں کی خوشی کو خدا کی رضا پر مقدم کیا۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسی مجبوریوں کی وجہ سے جو اس کے تصرف سے باہر ہیں۔ مقررہ وقت میں بجٹ پورا نہیں کرسکا۔ تو بعد میں جس قدر جلد ممکن ہو کرسکتا ہے۔ پس میں سمجھتا ہوں۔ اگر میعاد نہ بھی بڑھائی جائے تو بھی مخلص ضرور بجٹ کو پورا کرنیکی کوشش کرینگے۔ یہ بجٹ جماعتوں کے مشورہ سے پاس ہوتا ہے۔ اور سب جماعتوں کے نمائندے ملکر اسے پاس کرتے ہیں۔ اگر کوئی جماعت اپنا نمائندہ مجلس مشاورت میں نہیں بھیجتی۔ تو یہ اس کا اپنا قصور ہے ہماری طرف سے تو

متواتر اور بار بار اعلان

کئے جاتے ہیں۔ اور یاد دہانیاں کرائی جاتی ہیں کہ نمائندے آئیں۔ اور معاملات پر غور کریں۔ پھر جو موجود ہوتے ہیں۔ ان سب کے غور و فکر کے بعد بجٹ تیار ہوتا ہے۔ اور جماعت کے نمائندوں کی کثرت رائے اسے پاس کرتی ہے۔ اگرچہ ایسا ہوسکتا ہے۔ کہ جماعت کے نمائندوں کی کثرت رائے ایک فیصلہ کرے اور میں اسے رد کردوں لیکن آج تک ایسا ہوا نہیں۔ اور میں نے نمائندوں کا پاس کردہ بجٹ کبھی نامنظور نہیں کیا۔ اور ہمیشہ اسی سے اتفاق کیا ہے۔ جس پر کثرت متفق ہوگئی۔ تا لوگوں میں

بشاشت ایمان

پیدا ہو۔ اور خدمت دین کا شوق تازہ رہے۔ اور وہ کسی قسم کا جبر محسوس نہ کریں۔ تو وہ بجٹ جسے جماعت کے نمائندے تسلیم کرتے ہیں وہ

جماعت اور خدا تعالےٰ کے درمیان معاہدہ

ہوتا ہے جسے ہر جماعت تسلیم کرتی ہے۔ کہ پورا کرے گی۔ ہمارے سب کام خدا تعالےٰ کے لئے ہیں۔ اس لئے خواہ پچاس سال بھی گذر جائیں۔ وہ معاہدہ بدستور قائم رہیگا۔ اگر کوئی جماعت اس معاہدہ یعنی بجٹ کو اس سال پوری طرح ادا نہیں کر سکتی۔ تو بقیہ اسے اگلے سال ادا کرنا چاہئے۔ اگر ہم کسی شخص کو دس دن کے بعد کوئی چیز دینے کا وعدہ کریں۔ لیکن کسی وجہ سے دس دن تک نہ دے سکیں تو اس کے یہ معنے نہیں ہونگے۔ کہ اب اس کا دینا ہم پر واجب نہیں رہا۔ ہم نے جو وعدہ کیا ہے۔ وہ بہر حال قائم ہے اور اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ خواہ اس پر پچاس سال بھی کیوں نہ گذر جائیں۔ پس بجٹ بھی وعدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا ہر جماعت کے لئے ضروری ہے۔ اگر وہ اس سال ادا نہیں ہوتا۔ تو اس کے کھاتے میں ضرور درج رہیگا۔ خواہ کتنی مدت گذر جائے۔ اس کے ذمہ وہ واجب الادا ہی ہوگا۔

پس جو لوگ

خدا تعالےٰ سے معاملہ صاف

رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے تو نہ اپریل کی قید ہے نہ مئی کی۔ بلکہ انہوں نے خواہ کتنی مدت بھی کیوں نہ گذر جائے۔ آخر اسے ادا کرنا ہے۔ اور اس کے لئے وہ خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ کیونکہ ان کے ذمہ یہ ایک قرض ہے۔

فرض بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو جیسے زکوٰۃ ہے۔ یا ہماری جماعت کے لئے وصیت ہے۔ اس میں حد بندی ہے۔ کہ کم از کم دسواں حصہ ادا کیا جائے۔ یہ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی مقرر ہیں۔ اور کچھ فرض وہ ہوتے ہیں۔ جو انسان اپنے پر خود مقرر کر لیتا ہے۔ اور پھر وہ بھی ایسے ہی ضروری ہو جاتے ہیں۔ جیسے

خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر کردہ

فرائض۔ فقہاء نے اس پر بحث کی ہے۔ کہ نفل ضروری نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ارادہ کر لے۔ تو وہ بھی اس کے لئے فرض ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص نذر مان لے۔ تو پھر اس کا ادا کرنا اس کے لئے فرض ہی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جو نفل ہے جب اپنے اوپر واجب کر لی جائے۔ تو وہ بھی فرائض و واجبات میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور اس کا پورا کرنا بھی ایسا ہی ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض کا سو ہمیں سمجھ لینا چاہئے۔ کہ تیس اپریل کے بعد بھی بقیہ رقوم کی ادائگی اسی طرح ضروری رہیگی۔ اس وعدہ کی بنا پر جو جماعت کرتی ہے۔ اقراجات تو ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ پورا نہ ہو گا تو اس کا اثر اگلے سالوں پر پڑتا ہے۔ اور اس صورت میں

مالی حالت

اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی۔ جب تک بقائے ادا نہ ہوں۔ پس گو یہ میری آواز جماعتوں کو اس وقت پہنچیگی جب اپریل میں وعدے پورے کرنے کا کوئی وقت نہیں ہوگا۔ لیکن میں نے بتا دیا ہے کہ خدا کے ساتھ جو عدہ کیا جائے اس میں اپریل یا مئی کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ زندگی سے لیکر موت تک کا وعدہ ہوتا ہے۔ جس نے اسے اس سال پورا نہیں کیا۔ اس نے اگر سستی کی ہے۔ تو اسے چاہئے۔ کہ اگلے سال کے ساتھ ملا کر ادا کرنیکے علاوہ استغفار بھی کرے۔ اگلے سال کے لئے بھی نمائندے جو وعدہ کر گئے ہیں۔ اسے بھی پورا کریں۔ اور پچھلا بھی ادا کریں۔ کیونکہ وہ عہد ہے اور

عہد مسئول

ہے یہ نہیں۔ کہ وہ مرضی سے اپنے ذمہ لیا تھا۔ اور جب چاہا چھوڑ دیا۔ اللہ تعالےٰ اس کے متعلق سوال کرے گا۔ اور توڑنے والے سے مواخذہ ہوگا۔ پس بہر حال پچھلا بقایا پورا کرنا ضروری ہے۔ سال بے شک ختم ہے لیکن اس کے ساتھ معاہدہ ختم نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ یہ سال اور مہینے ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پس جن دوستوں نے کسی عارضی مجبوری کی وجہ سے جیسے پچھلے سال قحط تھا۔ بجٹ پورا نہیں کیا۔ تو اگر خدا تعالےٰ نے ان کی روکوں کو دور کر دیا ہے۔ تو انہیں چاہئے۔ اگلے سال کا بجٹ بھی پورا کریں۔ اور بقایا بھی ادا کریں۔ لیکن جن کی روکیں ابھی چلی جا رہی ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور معذور ہیں۔ تاہم انہیں چاہئے کہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ سست نہیں۔ اپنی معذوریاں اپنے بھائیوں کے پیش کر دیں۔ اور اگر کوئی مستقل مصیبت میں ہے۔ تو وہ بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک معذور ہے لیکن اسے بھی چاہئے۔ کہ اپنے بھائیوں پر یہ ثابت کر دے کہ وہ سستی سے ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ فی الواقعہ تکلیف میں ہے اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر اس میں خواہش ہے۔ کہ خدا تعالیٰ توفیق دے۔ تو میں بھی خدمت دین کے لئے قربانی کروں۔ تو خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے باقاعدہ ادا کرنیوالے میں اپنے دوستوں سے خواہ وہ قادیان کے ہوں یا باہر کے اگرچہ درخواست تو قادیان والوں سے ہی کی تھی نصیحت کرتا ہوں کہ:-

۳۰ر اپریل کے ختم ہونیکے بعد

بھی وہ بقائے صاف کرنے کی طرف خاص دھیان دیں۔ ہمارا سال بے شک ختم ہو جائیگا۔ لیکن خدا کا سال ختم نہیں ہوگا خدا تعالےٰ کے سال اور ہیں خدا تعالےٰ کا سال انسان کی

پیدائش سے موت

تک ہے۔ امید ہے۔ کہ دوست مالی ذمہ واریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے۔ بقائے جلد صاف کرینگے۔ چندہ دیتے ہوئے ہمیں صرف مالی پہلو کو ہی مدنظر نہیں رکھنا چاہئے۔ اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ کہ ہم چندہ دے رہے ہیں کیونکہ جو چندہ دیا جاتا ہے۔ وہ صرف چندہ نہیں۔ بلکہ اسلام کی ہر قسم کی خدمت ہے وہی سونا یا چاندی یا کاغذ جو ہم دیتے ہیں وہ دراصل تبلیغ تربیت اور تعلیم ہوتی ہے۔ وہ اس کام کو جو حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ پر خدا تعالےٰ کی طرف سے ڈالا گیا ہے۔ پورا کرنے کا نشان اور علامت ہیں۔ لہذا ہمیں چاندی یا سونے کو چاندی یا سونے کی شکل میں نہیں دیکھنا چاہئے۔ بلکہ ان

روحانی معارف

کی صورت میں دیکھنا چاہئے۔ جو اس کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نادانوں نے اعتراض کئے۔ اور اب بھی اخباروں میں ایسے اعتراضات ہوتے رہتے ہیں۔ کہ آپ وصیت کے ذریعہ روپیہ وصول کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے سمجھا نہیں کہ یہ روپیہ دراصل روپیہ نہیں۔ بلکہ

دین کی اشاعت

ہے۔ وہ دراصل متمثل ہے اور تمثیلی رنگ میں خدمت قرآن خدا تعالےٰ کا کلام اور اخلاق ہے۔ کیونکہ اس سے ان امور کی اشاعت ہوتی ہے اور جس حد تک کوئی اس میں حصہ لے سکے۔ اسی حد تک وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ یہ ایک بات ہے جو آج کے خطبہ کے ذریعہ میں دوستوں کو کہنا چاہتا ہوں

دوسری بات یہ ہے کہ

۲ر جون ۱۹۲۹ء کے جلسے

قریب آرہے ہیں۔ اس کے متعلق اخباروں میں جو اعلان وغیرہ ہوئے ہیں۔ ان پر قریب ایک ہزار جلسوں کے انعقاد کی درخواستیں آئی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب قلت وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعداد بڑھانیکے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے اس سال میں نے

قریبًا چار ہزار

جلسوں کے انعقاد کا اعلان کیا ہے۔ لیکن اگر اتنے نہ ہو سکیں تو اس سے زیادہ سے زیادہ قریب تعداد میں کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ پچھلے سال ۱۰۰۰ کے قریب جلسوں کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور وعدے صرف ۴۰۰۔ ۵۰۰ کے درمیان آئے تھے۔ لیکن جو رپورٹیں آئیں۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ ۸۰۰۔ ۹۰۰ کے قریب جلسے ہوئے ہیں۔ بعض مقامات سے رپورٹیں نہیں بھی آئیں اس لئے خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ ہزار کے قریب جلسے ضرور ہوگئے ہونگے اس سال ہزار کے وعدوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ ہے۔ کہ دو ہزار جلسے انشاء اللہ ہو جائینگے۔ لیکن جو چیز حساب میں آجائے اس پر جتنی تسلی ہو سکتی ہے۔ اتنی اس پر نہیں ہو سکتی جو صرف اندازہ میں ہو۔ اس لئے میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان جلسوں کو

کامیاب اور پُر رونق

بنانے کے لئے پوری پوری جدوجہد کریں۔ پچھلے سال بھی میں نے توجہ دلائی تھی۔ کہ مختلف لوگوں پر یہ ثابت کیا جائے۔ کہ یہ جلسے ملک میں بلکہ دنیا میں امن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ دنیا میں تمام لڑائیاں مذہبی اختلاف کی بناء پر ہیں۔ عیسائیت آج اگرچہ سیاست کے پیچھے چل رہی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن وہ بھی مذہبی اختلاف کے اثرات سے بچی ہوئی نہیں۔ عیسائی آپس میں اختلاف کے باوجود مل بیٹھتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ وہ نہیں مل سکتے اور اسلام سے انہیں دشمنی بدستور ہے یہ خیال غلط ہے۔ کہ

یورپ میں تعصب

نہیں۔ ان میں تعصب ہے اور ضرور ہے۔ لیکن بات صرف یہ ہے کہ اب یورپ مہذب ہو گیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں بعض امراض کے لئے چریتا پلایا جاتا ہے۔ جو بہت کڑوی دوائی ہے۔ لیکن یورپ والے چریتا نہیں پلاتے بلکہ اس کا ایسنس دیتے ہیں۔ یا جیسے کونین پر چینی چڑھا کر دیدی جاتی ہے۔ Sugar Coated لیکن وہ کونین تو ہوتی ہے۔ ہوتی ہے۔ اس کی اصلیت کو بناوٹ سے چھپا دیا جاتا ہے یہی حال آج یورپ کا ہے۔ ان میں تعصب ہے۔ اور اس میں افریقہ کے جنگلیوں یا افغانستان کے پٹھانوں سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ بلکہ ممکن ہے۔ اپنے بڑھے ہوئے جذبات کے باعث پہلے سے بھی زیادہ تعصب ان میں پیدا ہو گیا ہو۔ لیکن وہ چونکہ تعلیم میں بھی بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے وہ اسے عام طور پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ اور یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کونین پر میٹھا چڑھا دیا جائے۔ لوگ سمجھتے ہیں۔ یہ میٹھا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ وہ کونین ہوتی ہے۔ اس

تمام تعصّب کی جڑ

مذہبی اختلاف ہے۔ پادریوں نے کتابیں لکھ کر یورپ کو اسلام سے ایسا بدظن کر رکھا ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) ایک نہایت بھیانک ہستی سمجھتے ہیں۔ عیسائی مذہب سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ عورت کی روح نہیں۔ لیکن پادری کئی سو سال انہیں یہی بتاتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ اسلام کے نزدیک عورت میں روح نہیں ہوتی۔ حالانکہ قرآن میں صاف طور پر موجود ہے۔ کہ عورت بھی ایسے ہی ثواب کی مستحق ہے۔ جیسا مرد۔ سینکڑوں عیسائی اب بھی ایسے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بت بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اور جب اسلامی عبادت کا سوال ہوگا۔ فوراً ان کے ذہن میں یہی عبادت آ جائیگی بلکہ میں نے بڑے بڑے مصنفوں کی کتابوں میں بھی یہی بات لکھی دیکھی ہے۔ اور اسی تعصب کی وجہ سے عیسائی مسلمانوں سے الگ ہیں۔ اور ان سے نہیں ملتے۔ اسی طرح اور قوموں میں بھی سخت اختلاف ہے۔ ہندو پارسیوں اور جینیوں کو گندے اور نجس سمجھتے ہیں۔ اور وہ ہندوؤں کو۔ غرضیکہ ہر قوم دوسری سے متنفر اور بدظن ہے۔

ان حالات میں ایسے جلسے جن کا مقصد یہ ہو کہ مختلف

بانیانِ مذاہب کی خوبیاں

لوگوں کو معلوم ہوں۔ اتحاد و اتفاق کا موجب ہونگے۔ اور اگر یہ تحریک دنیا میں کامیاب ہو جائے۔ تو امن قائم ہو جائے۔ اور تعصب دور ہو جائے۔ ہم چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہی کام ہے۔ کہ آپ کی شان کے اظہار کے لئے جلسوں کا انتظام کریں۔ لیکن اگر ہندو حضرت کرشن۔ رام۔ اور بدھ کی لائف دنیا کے آگے پیش کرنے کے لئے جلسوں کا انتظام کریں۔ تو ہمیں ان میں شمولیت سے انکار نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر مختلف مقامات پر ایسے جلسے منعقد ہوتے رہیں۔ تو دنیا میں بہت جلد امن قائم ہو جائے لوگوں کو سمجھانا چاہئے۔ کہ یہ جلسے محض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی نہیں۔ ہم چونکہ انہیں مانتے ہیں۔ اس لئے انہیں ہی پیش کرتے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اپنے اپنے بزرگوں کے لئے ایسا انتظام کریں۔ ہم بھی ان میں ضرور شامل ہونگے۔ بشرطیکہ ان کا مقصد بھی یہی ہو۔ جو ہم نے رکھا ہے۔ اور کوئی سیاسی غرض ان کے مدنظر نہ ہو۔ ان کے بزرگوں کے متعلق بھی بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ مثلاً اگر گاؤں کے کسی جاہل مسلمان سے پوچھو۔ کہ کرشن اور رام کون تھے۔ تو وہ یہی کہیگا کہ ہندو تھے۔ اور ہندو ہونے کے باعث انہیں کافر خیال کرتا ہوگا۔ لیکن وہ ان قربانیوں سے قطعاً ناواقف ہوگا۔ جو انہوں نے بنی نوع انسان کی خاطر کیں۔ ان کی خدماتِ نیکی کا اسے کوئی علم نہیں۔ اور وہ اس

عشق کی آگ

سے بالکل بے خبر ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے لئے ان کے اندر موجود تھی۔ پس اگر وہ بھی ایسے جلسوں کا انتظام کر کے رام۔ کرشن بدھ۔ زرتشت۔ کنفوشس کی لائف تاریخی طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ کتھا کے طور پر نہیں۔ بلکہ تاریخی واقعات سے ان کی خوبیاں لوگوں کے سامنے رکھیں تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

اس موقعہ پر اخبار

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

بھی شائع ہوتا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ دوستوں نے اس کی توسیع اشاعت کے لئے پوری توجہ نہیں کی۔ میرا خیال تھا کہ اس سال یہ پرچہ

کم از کم پندرہ ہزار

شائع کیا جائے۔ لیکن اخبار والے گذشتہ سال کے تجربہ کی بناء پر اس قدر شائع کرنیکی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کا ارادہ دس ہزار شائع کرنے کا ہے۔ اب چونکہ وقت بہت کم ہے۔ اور چھپائی شروع ہونیوالی ہے۔ اگر آرڈر زیادہ نہ آئے۔ تو ممکن ہے اس سے بھی کم چھپے۔ اور پھر دوستوں کو محروم رہنا پڑے۔ کیونکہ دوسرا ایڈیشن شائع نہیں ہوگا۔ اس لئے میں تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اپنے علاقوں میں اس کو

زیادہ سے زیادہ تعداد

میں شائع کرنیکی کوشش کریں۔ تا اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم دس ہزار ہی شائع ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی کہ ریویو دس ہزار چھپے کیا ہماری جماعت میں اتنی بھی غیرت نہیں کہ اس خواہش کو سال کے ایک پرچہ کے متعلق ہی پورا کر سکے اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر ہم

حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش

کو اس ایک پرچہ کے متعلق ہی پورا کر دیں۔ تو ممکن ہے خدا تعالیٰ ہماری اس قربانی کو دیکھ کر ہمیں سب کی اشاعت ہی دس ہزار کرنیکی توفیق عطا کر دے پس حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کے خیال سے اس پرچہ کی اشاعت کم از کم دس ہزار کرنیکی کوشش کرنی چاہئے۔

تعجب ہے کہ بڑی بڑی جماعتوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ مثلاً لاہور میں ہزار دو ہزار پرچہ کا نکل جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر

سو والنٹیر

بھی ایسے ہو جائیں۔ جن میں سے ہر ایک تہیہ کر لے کہ میں ۲۰ پرچے فروخت کرونگا۔ تو بھی دو ہزار پرچے بک سکتے ہیں۔ اسی طرح کلکتہ مدراس۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ اور دوسرے ایسے شہروں میں جہاں آبادی ایک لاکھ سے زائد ہو۔ اگر کوشش کی جائے تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے۔ ان مقامات پر ہماری جماعتیں اگرچہ کم ہیں۔ لیکن احباب جماعت اپنے دوسرے مسلم یا غیر مسلم دوستوں سے مدد لے سکتے ہیں۔ پس اگر کوشش کی جائے۔ تو دس ہزار پرچہ ان بڑے بڑے شہروں میں ہی فروخت ہو سکتا ہے۔ اس طرح اگر ہر جماعت اس کے لئے کوشش کرنا اپنے لئے فرض سمجھ لے تو

۳۰ ہزار پرچہ

کا نکل جانا بھی بڑی بات نہیں۔ لیکن اس کے لئے دلی کوشش کی ضرورت ہے تو راشنان مو راشنان والی بات نہ ہونی چاہئے۔ کہتے ہیں کوئی برہمن نہانے کیلئے گیا۔ سردی بہت شدت کی تھی۔ اور ٹھنڈے پانی میں نہانے کی اسے جرأت نہ ہوتی تھی۔ راستہ میں اسے ایک دوسرا برہمن ملا جب اس نے پوچھا کہ تم نے ایسی سردی میں کسطرح اشنان کیا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا۔ میں تو کپڑے اتار کر پانی میں داخل ہونے لگا تھا۔ لیکن سردی سے ڈر گیا۔ اور تو راشنان۔ مو راشنان کہکر ایک کنکر پانی میں پھینک دیا اس پر دوسرے برہمن نے کہا۔ اچھا تو پھر تو راشنان سو مو راشنان۔ پس اگر یہ تو راشنان مو راشنان والا معاملہ نہ ہو۔ اور دوست یہ بات نہ کریں کہ اگر ایک نے کہہ دیا۔ کہ اچھا میں کوشش کرونگا۔ تو باقی سارا کام اسی کے سپرد کر کے چپ چاپ بیٹھ جائیں۔ اور

ہر ایک جماعت کا ہر فرد

اس کے لئے کوشش کرے جہاں سو افراد کی جماعت ہو سو وہاں ہزار اور جہاں دو سو ہو وہاں دو ہزار۔ اور ہر جگہ جماعت کی تعداد کے لحاظ سے سو پچاس۔ دس پانچ۔ جتنے ممکن ہوں۔ پرچے فروخت کرنیکی کوشش کی جائے۔ تو بہت بڑی تعداد میں اس کی اشاعت ہو سکتی ہے لاہور میں ہماری جماعت کے ۳-۴ سو افراد ہیں۔ اور عورتیں بچے ملا کر پانچسو سے بھی زیادہ تعداد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سیالکوٹ میں پانچ چھ سو اور عورتوں بچوں سمیت اس سے بہت زیادہ ہے یہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق پرچے فروخت کرنے کا ذمہ لیں اور اسی طرح ہر شہر اپنی حیثیت کے مطابق اس میں کوشش کرے تو اس پرچہ کا بہت بڑی تعداد میں نکل جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ ضرورت صرف

ارادہ اور نظام

کی ہے۔

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیں تمام کاموں کو خواہ مالی ہوں۔ یا نشر و اشاعت، یا اور کسی قسم کے کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اپنے دشمنوں سے

از جناب شیخ عبدالرحیم صاحب قادیان

غضب پر رحمت کی سبقت

اخلاق فاضلہ سے موصوف تو دراصل خدا تعالےٰ ہی کی ذات ہے۔ جس کے عفو اور رحم سے کیا فاسق و فاجر کیا موذی سے موذی حتے کہ اعداء اللہ بھی مہلت پر مہلت لے رہے ہیں۔ اور بعض وقت تو یہاں تک نوبت پہونچتی ہے۔ کہ حتیٰ اذا استیأس الرسل کا نظارہ سامنے آنے لگتا ہے۔ یعنی وہ بسبب رحیم ہونے کے کفار اور فساق کو یہاں تک مہلت دیتا ہے۔ کہ رسول بھی عذاب کے وعدوں سے مایوس ہونے لگتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو خدا تعالےٰ کا غضب اُس کی رحمت پر سبقت لے جاتا۔ اور دنیا کی پرورش کا سلسلہ کبھی بھی اس خوش اسلوبی سے انجام نہ پاتا۔ مگر ہر حالت میں اُس کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے جا رہی ہے۔ جس کا ہم رات دن مشاہدہ کرتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت تو ایسے خیالات بھی آنے لگتے ہیں۔ کہ خود ہی تو رسولوں کو بھیجتا ہے۔ اور اخلاق فاضلہ سکھلانے کے لئے بھیجتا ہے۔ مگر پھر فساق و فجار ظلم و تعدی میں حد سے بڑھ کر قدم مارتے ہیں۔ مگر ان پر عذاب نہیں بھیجا جاتا۔ پھر کبھی ایسا بھی خیال آتا ہے۔ کہ یہ شخص جو مرسل ہے۔ جلدی اس کی نصرت کیوں نہیں کی جاتی۔ وہ ماریں کھاتا ہے۔ گالیاں اسے دی جاتی ہیں۔ ہنسی ٹھٹول کے لئے صرف اسی کا وجود نظر آتا ہے۔ بے بسی اور بے کسی کی کوئی حد نہیں رہی۔ مال و منال اس کے پاس نہیں۔ جتھا اُس کا نہیں۔ جو اس کا ساتھی بنتا ہے۔ اس کو بعض وقت درندوں کی طرح چیرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

اللھم صل وسلم وبارک علیہم

اس اجمال کی تفصیل دراصل یوں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے صفات کاملہ کی وضاحت ہی چونکہ شریعت کہلاتی ہے۔ اور الٰہی صفات سے متصف و متجلّی اگر ہوتا ہے۔ تو انبیاء و مرسلین کا وجود ہی ہوتا ہے۔ پس وہ اپنے اخلاص سے ہر کس و ناکس کی ویسے ہی پرورش کرتے ہیں۔ جیسے کہ اُن کا آقا و محسن اپنے رحمت بھرے اخلاق سے مخلوقات کی پرورش میں رات دن نعمتوں کی بھرمار رکھتا ہے۔ کوئی کفر کرتا ہے۔ تو اس کی آنکھیں بھی ایک حد تک ٹھنڈی ہی رہتی ہیں۔ اگر کسی میں شرم و حیا کا نام و نشان ہی نہیں۔ تو وہ بھی ایک لیسے عرصہ تک بے انتہا نعمتوں کا ذخیرہ اپنے گرد و پیش پاتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ رب العالمین ہے۔ الرحمٰن ہے۔ الرحیم ہے۔ کوئی اخلاق فاضلہ سے رات دن مجاہدہ کرتا ہے۔ تو لے انتہا نعماء کا وارث بنانے کے لئے وہ مالک یوم الدین بھی ہے؂

صفات الٰہی کا عملی نمونہ

انسان اور اس کا ماحول۔ اس کا تمدن اور اس کا سلسلہ معاشرت بدون اخلاق فاضلہ کے (یا دوسرے لفظوں میں بدون ان اخلاق کے جو خدا تعالےٰ کے اخلاق ہیں۔ اور جن پر ہی انسان کی خوش معاشرت کا سارا دار و مدار ہے) چونکہ پُرامن اور سکون و راحت کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس لئے از حد ضروری ہے کہ اس کے اخلاق میں۔ ربوبیت۔ رحمانیت اور رحیمیت کا پہلو اپنی نمود عملی رنگ میں کھلے طور سے دکھلاتا رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی میں تو یہ صفت اپنے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہر وقت ہمیں بسہولت نظر آ سکتی ہے۔

فطرت سلیمہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے لوگ آپ کے رات دن کے ساتھی آپ کی فطرت کی تصویر یوں کھینچتے ہیں۔ وما انتقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ فی شیء قط الا ان تنتھک حرمۃ اللہ فینتقم للہ تعالیٰ۔ نہیں بدلا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے لئے کسی چیز میں کبھی بھی۔ مگر حرمت اللہ کی بے عزتی میں محض لوجہ اللہ انتقام لیا ہو۔ تو لیا ہو (بخاری مسلم) ایک اعرابی آتا ہے۔ آپ کی چادر اس زور سے کھینچتا ہے۔ کہ آپ کے گلے میں چادر کی رگڑ سے نشانات پڑ جاتے ہیں۔ غرض اس کی صرف یہ ہے۔ کہ اے محمدؐ مجھے کچھ دلاؤ آپؐ اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور مسکرا کر فرماتے ہیں۔ بھئی اسے دو۔ اور ضرور دو (بخاری مسلم) ایک قوم کی بھلائی کے لئے آپؐ سفر کر کے جاتے ہیں۔ اور ان کے سامنے اس حق کو پیش کرتے ہیں جس کے نہ ہونے سے زمین و آسمان کی خلق باطل ہوئی جا رہی ہے لیکن عبد یالیل چند اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیتا ہے۔ جو آپؐ کو نہایت ہی بے دردی سے لہولہان کر دیتے ہیں۔ اور آپ کو اس قدر تکلیف دیتے ہیں۔ کہ آپ اس تکلیف کو جنگ احد کی تکلیف سے کہیں بڑھ کر محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے تذکرہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ دن مجھ پر بڑا سخت دن تھا۔ مگر جب اس قوم کی بربادی کے لئے منشاء الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں۔ رہنے دیں ممکن ہے۔ اس قوم سے ایسی نسل نکلے۔ جو میرے آقا کی توحید کے گیت گانے والی ہو۔ اللہ۔ اللہ۔ کیا ہمدردی ہے مخلوق ایزدی سے اور کیسی محبت ہے۔ اپنے محسن مولا کا نام بلند ہونے سے

خون کے پیاسے دشمن سے سلوک

اسی طرح ایک خون کا پیاسا آپؐ کے سرہانے شمشیر برہنہ لئے کھڑا ہے۔ آپؐ کو بے بس پاکر خبردار کر کے للکارتا ہے۔ کہ اے محمد بتا تو سہی۔ اب تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ بڑے اطمینان سے بزور فرماتے ہیں اللہ۔ اس پر اس ظالم کے ہاتھ سے تلوار گر پڑتی ہے۔ مگر وہی تلوار جب آپؐ کے ہاتھ میں آتی ہے۔ تو وہ عفو کے دامن میں پناہ لے کر خوش بخوش اپنے گھر کی راہ لیتا ہے کیوں نہ ہو۔ رحمۃ للعالمین جو ہوئے۔ اُسی آقا کے عبد جو ہوئے جو رب العالمین ہے؂

اہل مکہ سے عفو

اہل مکہ دس سال تک متواتر تکالیف کا پہاڑ آپؐ پر گراتے رہے۔ انہوں نے آپؐ کے ساتھیوں کو شہید کیا۔ جلا وطن کیا عورتوں کو بُری طرح تکلیفیں دیں۔ بچوں کو اُن کی ماؤں سے جُدا کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قریباً تین سال محصور رکھے گئے۔ آب و دانہ و رسد کو ان پر بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ بھوک اور شدت تکالیف دیکھ کر اگر کسی کا دل پسیجا۔ تو کچھ دن اچھے نکل گئے۔ ورنہ مصائب پر مصائب نا اہل قوم نے آپؐ پر اور آپؐ کے ساتھیوں پر موسلادھار بارش کی طرح برسائے۔ صحابہؓ کو عرب کی چلچلاتی دھوپ میں ریت اور گرم پتھروں پر باندھ کر لٹایا گیا۔ دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹانے سے دریغ نہ کیا آپؐ کے قتل کے لئے انعام مقرر کئے گئے۔ مدینہ میں ہجرت کی تو وہاں بھی آپؐ کو امن نہ لینے دیا۔ لشکر کشیاں کیں۔ ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا۔ اور چاہا۔ آپ کو اور آپ کی جماعت کو صفحۂ ہستی سے جتنی جلدی بھی ہو۔ نیست و نابود کیا جائے۔ مگر وہی اہل مکہ جب ۱۲ ہزار قدوسیوں کی سطوت سے مفتوح ہوتے ہیں۔ تو آپؐ سے وہی درخواست کرتے ہیں۔ جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے بھائی سے کی تھی۔ چنانچہ عفو اور ستاری کے حصن حصین میں بعافیت پناہ لیتے ہیں۔ اور ان کو ذرہ بھر آنچ نہیں پہونچائی جاتی۔ ایسا کیوں ہوا۔ اس لئے کہ آپ کی زندگی کا مقصد دشمنوں سے انتقام لینا یا اپنے نفسانی جوش کو سیراب کرنا نہ تھا۔ بلکہ محل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین تھا۔ یعنی یہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے لئے ہے۔ جو رب العالمین ہے؂

کور باطن یہود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن سیاہ رو دشمنوں کے ساتھ پالا پڑا تھا۔ پھر ان کے ساتھ جس قدر عفو اور درگذر سے کام لیا گیا تھا۔ اُس کی نظیر قرون اولےٰ کے مقدسوں کے دشمنوں میں ملنی نہایت ہی مشکل ہے وہ کور باطن یہود جو رات دن آپ کے خلاف منصوبہ بازیاں کرتے تھے۔ اور بسبب مالدار اور بارسوخ ہونے کے قبائل عرب کو ہمیشہ اُکسا اُکسا کر آپؐ پر چڑھا لاتے تھے۔ آپؐ کو زہر دینے اور سر پر پتھر گرانے کی تدابیر میں اور ہر قسم کی ناجائز کوششیں بربادی اور تباہی کی کرنے میں ہر وقت لگے رہتے تھے۔ معاہدوں کی پابندی ان کے لئے ضروری نہ تھی۔ اور پاس کی سلطنتوں کے درباروں میں رسوخ رکھنے کی وجہ سے ان سلطنتوں کو صحابہ رضو اور آنحضرت صلعم کی

بربادی اور ہلاکت کیلئے اُٹھا تا اُن کے پاؤں، ہاتھ کاکر تب تھا۔ ایسے بدترین دشمن جب مجبوراً جلاوطن کئے گئے تو سب کو سب کچھ لیجانے کی اجازت دیدی گئی۔ حتیٰ کہ وہ اپنے مکانوں کو گرا کر چھتوں کا سامان بھی لاد کرلے گئے۔ ہاں ایک دفعہ ان کے کچھ آدمی قتل کئے گئے تھے۔ مگر وہ بھی ان بدبختوں کی بدظنی کی پاداش کا نتیجہ تھا۔ اگر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم پر امید رکھکر آپ کو ہی حکم مان لیتے تو بخدا ان کے خون سے زمین کا منہ ہرگز ہرگز سرخ نہ کیا جاتا۔ ان کم نصیبوں نے حضرت سعد رضؓ کے فیصلے کو اپنے لئے بچاؤ کا فیصلہ تصور کرتے ہوئے اس پر رضامندی کا اظہار کیا۔ پھر کیا تھا۔ تلوار نے اپنا کام کیا۔ آسمانی قضاء و قدر میں چونکہ ان کی بدکرداریوں کی سزا یہی مقرر کی گئی تھی۔ اس لئے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو رحمۃ للعالمین تھے۔ ان کے آڑے نہ آسکے اور اس پر آپ کو افسوس بھی کرنا پڑا۔

عیسائی سلطنتیں بھی آپ کی بدخواہی میں کوشاں رہیں۔ مگر آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو وصیت فرماکر تاکید کرتے ہیں۔ کہ تم ملکوں کو جب فتح کروگے۔ تو مصریوں کا لحاظ ضرور رکھنا وہاں کی ہماری ماں تھی۔ جو بھو گذری۔ کسی قوم کے ساتھ آپ کے دل میں کوئی نفسانی کدورت نہ تھی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے خاندانوں میں شادیاں کی گئیں۔ تا وہ مسلمانوں کی مائیں کہلا سکیں۔ کہاں وہ موذی خون کے پیاسے اور کہاں یہ ان کی سرافرازی۔ یہ ہیں وہ سلوک جو آپ نے اپنے خون کے پیاسوں اور بداندیش دشمنوں کے ساتھ کئے۔

دشمنوں کے متعلق تعلیم

غرض آنحضرت صلعم جن اخلاق سے متصف ہونے کی تعلیم دیتے ہیں اور خود جن پر عمل پیرا رہے۔ وہ ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ کہ دشمن کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی یا ظلم کو روا رکھا جائے۔ بھلا جو رب العالمین الرحمٰن الرحیم کو مدنظر رکھیگا۔ یا تخلقوا باخلاق اللہ جس کا وتیرہ ہوگا۔ یا انہ لایحب الخائنین جس کے مدنظر ہوگا۔ یا ان اللہ یحب المقسطین ۔ واللہ لایحب المفسدین پر اس کی نظر ہوگی یا ما للظالمین من انصار یا والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین اور لا اکراہ فی الدین۔ جس کے سامنے ہر وقت رہیگا۔ یا جو خدا تعالیٰ کی وحی متلو ہیں و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم ہر وقت پڑھیگا یا جو ولمن صبر و غفر ان ذلک لمن عزم الامور کا سرٹیفکیٹ لینے کی فکر میں رہیگا۔ یا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان جس کو فراموش نہ ہوگا۔ وہ کس طرح کسی پر ظلم کریگا۔ یا کسی کے حقوق تلف کریگا۔ یا کسی کو ناحق ماریگا۔

(باقی)

الفضل کا خاتم النبیینؐ نمبر

ہر ایک احمدی کو اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جلد اطلاع دینی چاہئے۔ کہ کتنے پرچے بھیجے جائیں۔

کیمبرج میں تبلیغ اسلام

(از جناب رفیق احمد خاں صاحب کلرٹ کالج کیمبرج)

کیمبرج یونیورسٹی سائینس اور دیگر علوم کے علاوہ عیسائیت کی تعلیم کا ایک بہت بڑا مرکز ہے۔ یہاں چند ایسے کالج بھی ہیں۔ جہاں پر عیسائی طلباء کو بالخصوص تبلیغ کا کام سکھایا جاتا ہے۔ ہر سال صرف عیسائیت کی فضیلت پر لیکچر دینے کے لئے انگلستان کے مختلف مقامات سے تجربہ کار پادری صاحبان تشریف لاتے ہیں۔ اور پس پردہ ان کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی تقریروں سے دیگر مذاہب کے طلباء کو عیسائیت کی طرف مائل کریں۔ علاوہ ازیں کیمبرج یونیورسٹی کے بعض کالجوں میں عیسائی طلباء نے مذہب عیسائیت کی اشاعت کے لئے انجمنیں بھی بنا رکھی ہیں۔ غرضیکہ ہر طریقہ سے غیر مسیحی طلباء کو تبلیغ کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض کمزور طبائع کچھ مغربی تمدن پر فریفتہ ہونے کے سبب اور کچھ اپنی لاعلمی کیوجہ سے عیسائیت کے مروجہ اصول سے مرعوب ہو کر اپنے عقائد سے بیزار ہو جاتی ہیں۔ یہی حالت بدقسمتی سے کیمبرج یونیورسٹی میں چند مسلمان طلباء کی ہے۔ جو کہ اسلام کے نہایت قیمتی اور مفید اصول کو موجودہ زمانہ کے لئے نعوذ باللہ لغو تصور کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ یہ افسوسناک کیفیت دیکھکر میرے قابل دوست قاضی محمد اسلم صاحب احمدی اور میں باوجود اپنی محدود مذہبی معلومات کے مذہب عیسائیت کے کہنہ مشق پہلوانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اکھاڑے میں جا کودے۔ اگرچہ ابتدائی زمانہ میں ہم لوگوں کو اپنی علمی کمزوری کا احساس تھا۔ مگر چند مقابلوں کے بعد خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے دلوں میں اس قدر شجاعت پیدا ہو گئی۔ کہ اب خداوند کریم کی مدد سے ہر ایک پادری کا مقابلہ کرنے کے لئے بلا تامل تیار ہیں۔

ایک مرتبہ میرے مشفق ممدوح نے ایک مذہبی انجمن میں بہ عنوان "اسلام اور دیگر مذاہب" ایک نہایت مدلل مضمون پڑھا۔ اس جلسہ میں کیمبرج کے مشہور مذہبی عالم جناب بوینز سمتھ صاحب بھی شریک تھے۔

مضمون ختم ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک اسلام کی تعلیم کے متعلق کسی قدر مناظرہ ہوا۔ جس میں تمام اعتراضات کے خوب معقول جوابات دئے گئے۔ اختتام جلسہ کے بعد ناظرین نے مضمون کی بہت تعریف کی۔ کچھ روز کے بعد ہم دونوں نے مذکورہ بالا انجمن کے بانی سے عرض کیا۔ کہ وہ بوینز سمتھ صاحب سے عیسائیت پر لیکچر دینے کے لئے درخواست کریں۔ اب تقریباً چار ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر کسی صاحب سے اتنی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ ہم لوگوں کی موجودگی میں عیسائیت کی خوبیوں پر روشنی ڈالے۔

اس ایک واقعہ کے علاوہ بیسیوں قسم کے ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن میں ہم اسلام کی تبلیغ یورپ اور امریکہ کے مختلف مقامات سے ایسے اصحاب کو جو تعلیم یا تحقیق علم کی غرض سے یہاں آئے ہوئے ہیں پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اکثر یہی اقرار سننے میں آتا ہے۔ کہ ایسی باتیں کبھی پہلے سننے میں نہیں آئیں۔ پھر کئی ایسے بھی ملنے میں آتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہم اسلام کو عیسائیت پر کھلی کھلی ترجیح دیتے ہیں۔

بذریعہ ہوائی ڈاک الفضل کے نام ولایت سے پہلا مکتوب

یہ مکتوب جو ۱۸ اپریل کو کیمبرج (انگلینڈ) سے لکھا گیا۔ بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۹ اپریل کو قادیان میں پہنچا۔ اس میں ایک قابل نوجوان نے جس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ بہت اہم ہے۔ اور خوشی کی بات ہے۔ کہ ایسے نوجوانوں میں تبلیغ اسلام کا جوش پیدا ہو رہا ہے۔

۲۰ جون تک جلسے کرانے والی انجمنیں توجہ کریں!

ترقی اسلام کے مقررین کے لئے ابھی تک کوئی بجٹ نہیں بنا۔ باہر سے بہت سی انجمنیں لکھ رہی ہیں۔ کہ انہیں مبلغ ارسال کئے جائیں۔ ان کو اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو انجمن ہم سے لیکچرار لینا چاہے۔ وہ بہت جلدی مبلغ کا کرایہ ہمارے پاس جمع کرادے۔ تا کہ وقت پر مبلغین روانہ کئے جا سکیں۔

والسلام

شیخ محمد سیال

سیکرٹری ترقی اسلام

وصیتیں

نمبر ۳۰۴۸:۔ میں سلطان احمد ولد نور علی قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر قریباً ۷۰ سال ساکن نواں پنڈ بہادر ڈاک خانہ گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اراضی ۴۶ کنال مع شاملات واقع موضع نواں پنڈ بہادر تحصیل و ضلع گورداسپور ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میری وفات کے بعد میری کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد:۔ سلطان احمد بقلم خود حال وارد قادیان

گواہ شد:۔ محمد عالم بقلم خود۔ جوگو وال حال وارد قادیان

گواہ شد:۔ محمد اللہ داد مدرس کھنڈرا۔ حال وارد قادیان

نمبر ۳۰۴۹:۔ میں محمد روشن ولد ناصر علی خان قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی تبلیغ مولوی محمد الدین صاحب بدوملہی ڈاک خانہ بدوملہی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ماہوار آمد عہ۳ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جائداد ترکہ جس قدر ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد:۔ محمد روشن بقلم خود

گواہ شد:۔ محمد الدین بقلم خود قلعہ سوبا سنگھ

گواہ شد:۔ غلام رسول ساکن بدوملہی بقلم خود

نمبر ۳۰۵۰:۔ میں شیخ شمس الدین ولد میاں محمد قوم شیخ خوجہ پیشہ تجارت عمر ۴۵ سال بیعت سال ۱۹۲۲ء ساکن بڈھا رانجھا ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف ایک مکان خام واقعہ موضع چھنگڑانوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ ہے جس کی قیمت دو صد روپیہ ہے۔ اور میری ماہوار آمدنی وعہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ موصی خاکسار شیخ شمس الدین بقلم خود

گواہ شد:۔ رفیع الدین بقلم خود بڈھا رانجھا

گواہ شد:۔ حسن خاں رہاں پنشنر پولیس بقلم خود

نمبر ۲۹۷۱:۔ میں رابعہ بی بی زوجہ چوہدری عبد المالک قوم جٹ کاہلوں پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت ۱۴ ساکن بھوراں ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۱/۲۹ ۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اس وقت میرا حق مہر صہ زیور صہ کل ایک ہزار روپیہ کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر بوقت وفات مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

۱/۲۹ ۱۵۔ الموصیہ:۔ رابعہ بی بی بقلم خود

گواہ شد:۔ چوہدری عبد المالک بقلم خود

گواہ شد:۔ غلام سرور نمبردار چک ۵۵/۲ تحصیل اوکاڑہ بقلم خود

اعلان

ایک صاحب انٹرنس فیل جنہوں نے محکمہ زراعت کی مقدم کلاس پاس کی ہوئی ہے ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ مختلف دفاتر میں اور سکول میں بطور مدرس کے بھی کام کرتے رہے ہیں۔

اچھے مستعد اور ہوشیار آدمی ہیں۔ ہر ایک قسم کا کام کرنے کے لئے تیار ہیں لہذا احباب کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ براہ مہربانی ان کے مناسب حال ملازمت کا انتظام فرما کر مجھے اطلاع فرماویں۔

مرزا شریف احمد ناظر امور عامہ قادیان

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ میں نہایت مسرت اور شکرگذاری کے جذبات سے لبریز دل سے کہ یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولائت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیج دی اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور دوا (دوائی یعنی **اکسیر البدن** بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی غرضکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں"۔ شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ **اکسیر البدن** نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولائت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے **اکسیر البدن** کے ذریعہ سے ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت **اکسیر البدن** ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"۔

اکسیر البدن جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان گئے گزرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی **اکسیر البدن** کا استعمال شروع کر دیں ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ پانچ روپیہ (صہ) محصولڈاک علاوہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر ککرے جلن خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبارہ۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ) علاوہ محصولڈاک

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سیکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں۔ میرے گھر اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے سرمے سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدون آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک اور موتی سرمہ ایک تولہ اکٹھا منگوانے والے کو محصولڈاک معاف رہیگا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان

آب حیات محمدی

جملہ بخارات کے لئے اکسیر ہے۔ ورم طاعون شدت ہیضہ درد جگر ہنی وجع المعدہ ورم طحال۔ یرقان۔ مالیخولیا چیچک وخسرہ درد کان درد دانت۔ پھوڑا پھنسی۔ ورم پت خارش جلن نکسیر درد پیشانی۔ درد چشم وغیرہ سے علاوہ ازیں بہت امراض کے لئے اکسیر بدرت ہے۔ اہل تجربہ خود آزما کر دیکھ لینگے نہایت مفید اور کم قیمت ہے ہم نے اس کا تجربہ کیا ہوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ علاوہ محصول

المشتہر:۔ نور حسین مولوی جھنڈ وڈاکخانہ بھاگیپور ضلع گجرات

اکسیر تسہیل ولادت

ایسی مفید اور مجرب دوا ہے۔ کہ ولادت کے وقت اس کے استعمال کرنے سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ولادت کی مشکل گھڑیاں نہایت آسان ہو جاتی ہیں۔ اور بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور بعد ولادت جو زچہ کو کئی کئی دن سخت درد ہوتا ہے۔ وہ بھی بفضل خدا بالکل نہیں ہوتا۔ قیمت معہ محصولڈاک دو روپیہ (عہ)

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

قادیان کی منڈی میں قطعات کی دوسری نیلامی

قادیان کی منڈی کے قطعات کی نیلامی ۲۷، ۲۸ اپریل تاریخوں کو مقرر تھی۔ چنانچہ ان دنوں میں دس عدد قطعات کی نیلامی ہو گئی۔ اور فی قطعہ بولی چار صد روپے سے لے کر چھ سو بیس روپے تک رہی۔ اب آٹھ عدد قطعات قابل فروخت رہتے ہیں۔ جو غیر مسلموں کے لئے ریزرو رکھے گئے ہیں۔ ان قطعات کی بولی ۱۱، ۱۲ مئی ۱۹۲۹ء کو بروز ہفتہ و اتوار بمقام منڈی قادیان ہوگی۔ جو غیر مسلم اصحاب قطعات خریدنا چاہتے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اس تاریخ کو قادیان پہونچ کر نیلام میں حصہ لیں۔ اگر اس دن غیر مسلم اصحاب نہ آئے۔ تو یہ قطعات دوسرے خواہشمند لوگوں کے پاس فروخت کر دئے جائیں گے:

ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض ان اشخاص نے جو ہمارے مخالف ہیں۔ لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور ان کو قادیان کی منڈی میں قطعات خریدنے سے روکنا چاہا ہے۔ ایسے لوگوں کی غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ہم نے ایک مفصل اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں منڈی کے مفصل حالات اور اعتراضات کے جوابات درج کئے گئے ہیں۔ خواہشمند اصحاب یہ اشتہار ہم سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ قادیان خدا کے فضل سے ایک نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کرنے والا قصبہ ہے۔ اور ایک ایسے علاقہ کا مرکز ہے۔ جو کہ گندم ماش تل وغیرہ کی پیداوار کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور منڈی ایسی جگہ بنائی جا رہی ہے۔ جو ریلوے سٹیشن کے بالکل پاس ہے۔ پس یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ جس سے آڑھتیوں اور تاجر پیشہ لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ شرائط فروخت سب اقوام کے لئے مساوی ہیں۔ اور خریداروں کو ان شرائط کے ماتحت اپنے قطعات کے استعمال اور ان کے رہن بیع اور ورثہ کے متعلق ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں۔ مفصل شرائط اور اعتراضات کا جواب منگا کر ضرور پڑھیں اور اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

المشتہر

مرزا بشیر احمد یکے از مالکان اراضی منڈی قادیان

ہندوستان کی خبریں!

نو دہلی ۲۴ اپریل دہلی کے حادثہ بم کے ملزموں کا چالان کردیا گیا ـ مسٹر پول ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پولیس کا ۸ مئی تک مزید ریمانڈ منظور کیا ہے ـ تاریخ مذکور پر زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند ملزمین بھگت سنگھ اور دت کے مقدمہ کی سماعت سنٹرل جیل میں ہوگی ـ معلوم ہوا ہے ـ کہ سر جارج شسٹر کے علاوہ استغاثہ کے گواہ آٹھ ہیں ـ

شملہ ۲۵ اپریل ـ معلوم ہوا ہے ـ کہ مجلس عمر رضامندی اپنی سفارشات بمقام منصوری مرتب کررہی ہے مجلس مذکور نے ۴ ہزار آدمیوں کو سوالات بھیجے تھے اسی طرح مقامی حکومتوں نے ۲ ہزار اشخاص کو سوالات روانہ کئے ـ ۵ ہزار اشخاص کی شہادتیں قلم بند کی گئیں ـ جن میں قریباً ۱۰۰ خواتین بھی شامل ہیں ـ خیال کیا جاتا ہے ـ کہ کمیٹی سردست ۱۴ سال کی عمر کی سفارش کریگی ـ اگرچہ ترقی یافتہ طبقہ کی اکثریت کی رائے ۱۶ سال عمر کے حق میں ہے ـ

پدوکوٹہ ۲۴ اپریل ـ پدوکوٹہ سنٹرل جیل کے قیدیوں نے خراب کھانا اور جیل کی سختیوں سے تنگ آکر حکام جیل کے خلاف بغاوت کردی ـ اور جیلر اور بعض وارڈروں پر لاٹھیوں اور اینٹوں سے حملہ کیا آخر پولیس بلائی گئی ـ

لاہور ۲۵ اپریل آج سٹی مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں ایک شخص معراج الدین کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۵ قانون اسلحہ پیش ہوا ـ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ ملزم کے لڑکے عمر ۹ ـ ۱۰ سال کے پاس سے ایک چھوٹا سا پستول تھا ـ جس سے وہ کھیل رہا تھا ـ اسے ایک ہیڈ کانسٹیبل سی آئی ـ ڈی ـ نے دیکھ کر لے لیا ـ ملزم نے بیان کیا کہ پستول میرے گھر سے میرا لڑکا لے گیا تھا ـ میں اسی روز ادے پور سے آیا تھا ـ راستہ میں ریلوے سٹیشن چتوڑ پر میں نے مٹی سے بھرا ہوا پستول پایا ـ اور اسے اٹھا لیا ـ میں نے اسے بچوں کا کھلونا سمجھ کر اٹھایا تھا اس وقت یہ نہایت غلیظ تھا ـ عدالت نے فرد جرم عاید کردی ـ

دہلی ۲۴ اپریل ـ معلوم ہوا ہے ـ کہ دہلی کے مسلمانوں کی ایک جماعت کی طرف سے کوشش ہورہی ہے ـ کہ مولانا محمد علی کو اسمبلی کے لئے بطور امیدوار کھڑا کیا جائے

چھاپٹہ ۲۴ اپریل ـ پولیس کی طرف سے ۵۴ مسلمانوں اور ۳۴ ہندو دیہاتیوں پر جن میں سے زیادہ تر بھیراپٹنہ کے رہنے والے ہیں ـ فرقہ وارکشیدگی فساد اور لوٹ مار کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا ہے ـ حال ہی میں یہیں قرب و جوار میں ایک ہندو مسلم فساد ہوگیا تھا ؛

حیدر آباد (سندھ) ۲۵ اپریل ـ جیکب آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے ـ کہ ایک پاگل مسلمان نے دس ہندوؤں پر بندوق کی فائر کردیا ـ جس سے تین ہندو ہلاک ہوگئے ـ اور باقی نازک حالت میں پڑے ہیں ـ

امرت سر ـ ۲۵ اپریل ـ ایک شخص مسمی عزیز دین تیلی کی نعش شہر کے باہر کے ایک باغ میں پائی گئی ـ پولیس مصروف تفتیش ہے ـ

بنگلور ۲۵ اپریل ـ شموگا اسٹیشن پر ایک چلتی ہوئی ڈاک گاڑی سے ۴۲ رجسٹری و بیمہ شدہ پیکٹوں کو ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اڑا لیا ـ معلوم ہوا ہے ـ ایک شخص یورپین لباس میں ڈاک کے ڈبہ میں گھسا اور خود کو ڈاکخانہ کا افسر بتلایا ـ اور ریوالور دکھلا کر تھیلوں کے پیکٹ لے کر چلتا بنا ؛

لاہور ۲۶ اپریل نارتھ ویسٹرن ریلوے نے ایک تھرڈ کلاس ٹورسٹ کار تیار کی ہے ـ اس میں تین ڈبے ہیں جن میں ۲۴ مسافروں کے لئے جگہ بہم پہنچائی گئی ہے ـ ایک باورچی خانہ دو غسلخانے اور پانچ پاخانے بنائے گئے ہیں یہ گاڑی براتوں وغیرہ کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوگی ـ

ناگپور ـ ۲۶ اپریل باخبر حلقوں میں افواہ سنی جاتی ہے کہ گورنر صوبجات متوسط کی کونسل توڑنے کا ارادہ کررہا ہے چونکہ متعدد وزارتیں ٹوٹ چکی ہیں ـ لہذا کونسل کو توڑنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا ؛

پشاور ـ ۲۵ اپریل پچھلے دنوں محمد یعقوب خان معین مجلس شوریٰ اور حاجی محمد اکبر رئیس افغانستان پشاور آئے تھے ـ اور اپنی سابقہ خدمات کا ذکر کرکے وکیل تجارت افغانستان سے ایک گرانقدر رقم قندھار جانے کے لئے لے گئے تھے ـ اب معلوم ہوا ہے ـ کہ وہ روپیہ لے کر سیر و تفریح کی غرض سے کشمیر چلے گئے ہیں ؛

حیدر آباد ـ ۲۶ اپریل ـ حکومت نظام نے پنڈت مدن موہن مالویہ کو حیدر آباد آنے اور جلسہ ہائے عام میں تقریریں کرنے کی اجازت دینے سے انکار کردیا ہے ؛

منگمری سے اطلاع ملی ہے ـ کہ وہاں ۵۰ قیدیوں نے ۸ روز سے بھوک کی ہڑتال کررکھی ہے ؛

الہ آباد ـ ۲۹ اپریل ـ نینی تال میں اسمبلی کے کمروں میں اتوار کی شب آگ لگ گئی اور کمرے جل کر راکھ ہوگئے ـ اور بھی بہت سی عمارتیں جل گئیں ـ ایک یورپین عورت جل کر مرگئی ـ اور اس کا خاوند نازک حالت میں ہسپتال میں پڑا ہے ـ

شملہ ۲۹ اپریل کہا جاتا ہے ـ کہ ملک غوث الدین غلزئی نے جنرل نادر خان کے بھائی شاہ ولی خان ـ حاکم اعلےٰ گردیز اور محمد صادق کو ایک دعوت پر مدعو کرکے سب کو گرفتار کرلیا ـ کہا جاتا ہے ـ کہ جنرل نادر خان تو بچ کر نکل گیا ہے ـ لیکن اس کے ساتھی ابھی گرفتار ہیں ـ

بمبئی ۲۹ اپریل ـ امید کی جاتی ہے ـ کہ سرکاری ممبر سر غلام حسین ہدایت اللہ کل یہاں پہونچینگے ـ اور مالکان ملز اور لیبر لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد کرینگے تاہڑتال کا تصفیہ ہو سکے ؛

بمبئی ۳۰ اپریل افغان قونصل جنرل بمبئی کو قندھار سے سرکاری اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شاہ امان اللہ ۱۵ اپریل کو غزنی فتح کرچکے ہیں ؛

ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۴ اپریل لنکا شائر کے پارچہ باف کارخانوں کے مالکوں اور مزدوروں میں غلط فہمی پیدا ہونے سے احتمال کیا جاتا ہے ـ کہ عام ہڑتال ہوجائیگی ـ جس سے ۵ لاکھ آدمی بیکار ہوجائینگے ـ

لنڈن ـ ۲۳ اپریل ـ لنڈن میں چیچک میں کمی پیدا ہوتی نظر نہیں آتی ۲ سو ۷۰ آدمی بیمار پڑے ہیں ـ

لنڈن ۳۰ اپریل ـ اندرون ملک میں ہوائی باربرداری کا پہلا سلسلہ مانچسٹر میں قائم کیا گیا ہے ـ ہوائی جہاز مسافروں اور مال کے ساتھ برطانیہ کی ہر منزل کو سفر کریں گے ـ کرایہ ۵ پنس فی میل ہوگا ـ

جنیوا ـ ۲۴ اپریل مجلس تخفیف اسلحہ میں جرمنی روس چین ـ ہالینڈ اور سویڈن نے جرمنی کی اس تجویز کے حق میں رائے دی ـ کہ طیاروں کی جنگ کا طریق موقوف کردیا جائے ـ فرانس نے تحریک پیش کی کہ اس تجویز کو مسترد کردیا جائے امریکن مندوب نے کہا ـ کہ یہ معاملہ بین الاقوامی معاہدہ سے طے کیا جاسکتا ہے ـ انگریزی مندوب نے کہا ـ کہ یہ تجویز مجلس کے احاطہ غور و فکر سے باہر ہے ـ اطالوی مندوب نے کہا ـ کہ جرمنی اس تجویز کو تخفیف اسلحہ کی کانفرنس میں پیش کرے ـ

لنڈن ۲۶ اپریل آج وکٹوریہ سٹیشن پر سائمن کمیشن کے وردو پر بڑے پرجوش نظارے دیکھنے میں آئے جن سے بمبئی اور ہندوستان کے دیگر مقامات کی یاد تازہ ہوگئی ـ کمیشن کی آمد سے پہلے پلیٹ فارم پر اونچی دیوار کی انگریزی ٹوپیاں اور پگڑیاں نظر آتی تھیں ـ ہر جگہ پولیس موجود تھی ـ سب کو شبہ کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا ـ اور ایک ایک فرد کی خوب دیکھ بھال کی جاتی تھی ـ وکٹوریہ سٹیشن کا احاطہ پرجوش انسانوں کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر بنا ہوا تھا ـ مظاہرہ کرنے والوں کا ایک بہت بڑا مجمع ماربل آرک سے چلکر سر جان سائمن اور ان کے رفقاء پر آوازے کسنے کے لئے آیا ہوا تھا ـ بڑے تلخ اور ناگوار نظارے دیکھنے میں آئے ـ پولیس نے جلوس منتشر کردیئے اور جھنڈیاں چھین لیں لنڈن کانگرس کمیٹی کے اسسٹنٹ سکرٹری اور دیگر ہندوستانیوں کو پولیس جبراً کہیں لے گئی ـ ایک ہندوستانی پولیس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کی بناء پر گرفتار کرلیا گیا ـ سر جان سائمن کو اس خیال سے کہ سٹیشن سے باہر نکلنے پر کہیں مزید ہنگامہ آرائی نہ ہو ـ ایک چور دروازے سے باہر لے گئے کمیشن کے دیگر ارکان کو ہجوم نے پہچان لیا ـ اور نعرے لگائے ـ کہ قانونوں کو تباہ کرو ـ

برطانیہ عظمیٰ کی اشتراکی جماعت کی طرف سے ایک برقی پیغام موصول ہوا ہے ـ جس میں لکھا ہے ـ کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پارلیمنٹری انتخابات میں سر جان سائمن کے مقابلہ میں سازش میرٹھ کے ملزم مسٹر شوکت عثمانی کو امیدوار کھڑا کیا جائے ـ سر جان سائمن کے حلقہ انتخابات میں مسٹر عثمانی کے لئے عنقریب پروپیگنڈا شروع کیا جائیگا ؛

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا)